لباس-احکام ومسائل

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات، جی سی یونیورسٹی، لاہور

لباس لبس سے بنا ہے۔ لبس کا اصل معنی کسی چیز کو چھپالینا کے ہیں۔ ہر وہ چیز جو انسان کی قبیح چیزوں کو چھپالے، اس کو لباس کہتے ہیں۔ شوہر اپنی بیوی اور بیوی اپنے شوہر کو قبیح چیزوں سے چھپالیتی ہے وہ ایک دوسرے کی عفت کی حفاظت کرتے ہیں اور خلاف عفت چیزوں سے ایک دوسرے کے لئے مانع ہوتے ہیں اس لئے انہیں ایک دوسرے کا لباس فرمایا ہے۔[۱]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ''لباس'' کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بدانکہ لباس مصدراست بمعنی ملبوس چنانچہ کتاب بمعنی مکتوب اسم لباس شامل ست بدستار وپیراہن وجبہ وکلاہ وردا، وازار وغیرہ وآنچہ درپوشش بیاید''۔[۲]

جان لو کہ لباس بمعنی ملبوس جیسا کہ کتاب بمعنی مکتوب اور لباس کا اسم دستار، پیراہن وجبہ وٹوپی، چادر ازار وغیرہ اور جو کچھ پہننے میں آئے سب کو شامل ہے۔

لباس-قرآنی اشارات کی توضیحات:

قرآن کریم میں لباس کے حوالہ سے مختلف اشارات ملتے ہیں ان میں سے بعض کے بارے میں مفسرین کی آراء پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ <u>لباس-حصول زینت وحیاء کا ذریعہ</u>

یبنی آدم قدانزلنا علیکم لباسا یواری سواتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر (الاعراف:۲۶)

اے اولادِ آدم بے شک ہم نے تم پر ایسا لباس نازل کیا ہے جو تمہاری شرم گاہوں کو چھپاتا ہے اور وہ تمہاری زینت (بھی) ہے اور تقویٰ کا لباس، ہی سب سے بہتر لباس ہے۔

انسان کے لیے لباس کی اخلاقی ضرورت مقدم ہے یعنی یہ کہ وہ اپنی سَوْاَۃ کو ڈھانکے اور اس کی طبعی ضرورت مؤخر ہے، یعنی یہ کہ اس کا لباس اس کے لیے رِیْش (جسم کی آرائش اور موسمی اثرات سے بدن کی حفاظت کا ذریعہ) ہو۔ اس باب میں بھی فطرۃً انسان کا معاملہ حیوانات کے برعکس ہے۔ اُن کے لیے پوشش کی اصل غرض صرف اس کا ''رِیش'' ہونا ہے۔ رہا اس کا ستر پوش ہونا تو اُن کے

اعضاء صنفی سرے سے سَوأۃ ہی نہیں ہیں کہ انہیں چھپانے کے لیے حیوانات کی جبلت میں کوئی داعیہ موجود ہوتا اور اس کا تقاضا پورا کرنے کے لیے ان کے اجسام پر کوئی لباس پیدا کیا جاتا۔ لیکن جب انسانوں نے شیطان کی رہنمائی قبول کی تو معاملہ پھر اُلٹ گیا۔ اس نے اپنے ان شاگردوں کو اس غلط فہمی میں ڈال دیا کہ تمہارے لیے لباس کی ضرورت بعینہٖ وہی ہے جو حیوانات کے لیے ریش کی ضرورت ہے۔ رہا اس کا سَوأۃ کو چھپانے والی چیز ہونا تو یہ قطعاً کوئی اہمیت نہیں رکھتا، بلکہ جس طرح حیوانات کے اعضا سَوأۃ نہیں ہیں اسی طرح تمہارے یہ اعضاء بھی سَوأۃ نہیں، محض اعضاء صنفی ہی ہیں۔

انسان کے لیے لباس کا صرف ذریعہ ستر پوشی اور وسیلۂ زینت وحفاظت ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ فی الحقیقت اس معاملہ میں جس بھلائی تک انسان کو پہنچنا چاہیے وہ یہ ہے کہ اس کا لباس تقویٰ کا لباس ہو، یعنی پوری طرح ساتر بھی ہو، زینت میں بھی حد سے بڑھا ہوا یا آدمی کی حیثیت سے گرا ہوا نہ ہو، فخر وغرور اور تکبر وریا کی شان لیے ہوئے بھی نہ ہو اور پھر اُن ذہنی امراض کی نمائندگی بھی نہ کرتا ہو جن کی بنا پر مرد زنانہ پن اختیار کرتے ہیں، عورتیں مردانہ پن کی نمائش کرنے لگتی ہیں اور ایک قوم دوسری قوم کے مشابہ بننے کی کوشش کر کے خود اپنی ذلت کا زندہ اشتہار بن جاتی ہے۔ لباس کے معاملہ میں اس خیر مطلوب کو پہنچنا تو کسی طرح اُن لوگوں کے بس میں ہے ہی نہیں جنہوں نے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لا کر اپنے آپ کو بالکل خدا کی رہنمائی کے حوالے نہیں کر دیا ہے۔ جب وہ خدا کی رہنمائی تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں تو شیاطین ان کے سرپرست بنا دیے جاتے ہیں، پھر یہ شیاطین ان کو کسی نہ کسی غلطی میں مبتلا کر کے ہی چھوڑتے ہیں۔

لباس کا معاملہ بھی اللہ کی اُن بے شمار نشانیوں میں سے ایک ہے جو دنیا میں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں اور حقیقت تک پہنچنے میں انسان کی مدد کرتی ہیں۔ بشرطیکہ انسان خود ان سے سبق لینا چاہے۔ اوپر جن حقائق کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے انہیں اگر تامل کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ بات بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے کہ لباس کس حیثیت سے اللہ تعالیٰ کا ایک اہم نشان ہے۔[۳]

اسی آیت کی روشنی میں تفسیر نمونہ میں لباس کی اہمیت، اقسام، موجودہ زمانے میں فیشن اور اس کے نقصانات پر روشنی ڈالی ہے۔

''جہاں تک تاریخ کی دسترس ہے ہمیں انسان ہمیشہ لباس میں ملتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ تاریخ جتنی دور ہوتی جاتی ہے اور مقامات بدلتے جاتے ہیں تو لباسوں میں بھی بڑا فرق ہوتا جاتا ہے۔ گزشتہ زمانے میں لباس صرف جاڑے اور گرمی سے بچنے کے لیے یا بدن کی زینت کے لیے پہنا جاتا تھا لیکن بدن کی حفاظت کے پہلو سے غفلت تھی۔ آج کی زندگی میں یہ پہلو بھی سامنے آ گیا ہے جیسا

کہ بعض شعبوں میں اس کی طرف خاص نظر ہے جیسے فضانوردوں، آگ بجھانے والوں، کان کنوں، سمندر میں غوطہ لگانے والوں اور اسی طرح کے دیگر کام کرنے والوں کے خصوصی لباس جوان کی جان وبدن کی حفاظت کے لیے ہوتے ہیں۔ عصرِ حاضر میں صنعت لباس بافی کے موادِ خام میں اتنی کثرت ہوگئی ہے کہ جس کا گزشتہ دور میں تصور نہیں کیا جا سکتا۔

تفسیر المنار کا مؤلف آٹھویں جلد میں اس آیت کے ذیل میں اس طرح رقمطراز ہے: ایک دن کا واقعہ ہے کہ جرمنی کا صدر ایک کپڑے کی مل کا معائنہ کر رہا تھا۔ جب وہ اس عظیم کارخانے میں داخل ہوا تو شروع میں اس نے کچھ بھیڑوں کو دیکھا جن سے اُون اتاری جا رہی تھی۔ اس کے بعد جب وہ اس کارخانے سے باہر نکلنے لگا تو کارخانے کے مہتمم نے اسے ایک خوبصورت کپڑا پیش کیا اور کہا کہ یہ اسی اُون سے تیار ہوا ہے جو ابھی تھوڑی دیر پیشتر آپ کے سامنے بھیڑوں سے حاصل کی جا رہی تھی۔ یعنی دو گھنٹے سے بھی کم کی مدّت میں بھیڑ کے بدن سے اتری ہوئی اُون صدرِ مملکت کے پہننے کے لیے ایک خوبصورت کپڑا بن گیا۔

لیکن ہمارے دور میں کپڑے کے استعمال کا ایک ناپسندیدہ اور افسوسناک پہلو اس طرح سامنے آیا ہے کہ اس کا اصلی فائدہ تحت الشعاع ہوگیا ہے اور وہ پہلو یہ ہے کہ لباس حسن پرستی، فساد، شہوت انگیزی، خودنمائی اور تکبر، اسراف اور فضول خرچی وغیرہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض افراد کے بدن پر ایسا لباس دیکھا گیا ہے (خاص کر مغرب زدہ جوانوں کے بدن پر) جس کا جنونی پہلو عقلی پہلو پر غالب نظر آتا ہے۔ وہ لباس ایسا ہے جو دنیا کی ہر چیز ہوسکتا ہے لیکن اسے لباس نہیں کہا جا سکتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں جو ذہنی نقص ہے اس کا اظہار وہ اس طرح کے عجیب وغریب لباس پہن کر کرتے ہیں۔ جو لوگ اپنے کسی کارنمایاں سے لوگوں کی نظر اپنی طرف نہیں موڑ سکتے وہ عجیب وغریب اور حیران کن لباس کے ذریعے معاشرے میں اپنے وجود کا اظہار چاہتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو بردبار ہیں اور ان میں کسی قسم کا نقص یا احساس کمتری نہیں ہے وہ ایسے لباس سے اجتناب کرتے ہیں۔

علاوہ بریں کتنا کثیر مال اور سرمایہ ان گوناں گوں لباسوں، فیشن پرستیوں اور لباس پہننے کے مقابلوں میں خرچ ہو جاتا ہے۔ اگر اس مبلغ کثیر کو ان فضول خرچیوں سے بچا لیا جائے تو اس سے نہ معلوم کتنی اجتماعی اور معاشرتی مشکلیں حل ہوسکتی ہیں اور اس کے ذریعے اس دکھی معاشرے کے کتنے زخموں پر مؤثر طور پر مرہم رکھا جا سکتا ہے۔

لباس کے بارے میں فیشن پرستی سے صرف یہی نہیں ہوتا کہ زرِ کثیر بیکار خرچ ہو جاتا ہے بلکہ

اس سے وقت اور انسانی توانائی بھی بہت تلف ہوتی ہے''۔ ۴؎

(ب) لباس۔ تقاضائے فطرت:

فدلهما بغرور فلما ذاقاالشجرة بدت لهما سواتهما وطفقايخصفن عليهما من ورق الجنة۔ (الاعراف:۲۲)

پھر فریب سے انہیں (اپنی طرف) جھکا لیا پس جب انہوں نے اس درخت سے چکھا تو ان کی شرمگاہیں ان کے لئے ظاہر ہوگئیں اور وہ اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑنے لگے۔

''آدم علیہ السلام کے واقعہ اور قرآن کریم کے اس ارشاد سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ ستر پوشی اور لباس انسان کی فطری خواہش اور پیدائشی ضرورت ہے جو اول دن سے اس کے ساتھ ہے اور آجکل کے بعض فلاسفروں کا یہ قول سراسر غلط اور بے اصل ہے کہ انسان اول ننگا پھرا کرتا تھا، پھر ارتقائی منزلیں طے کرنے کے بعد اس نے لباس ایجاد کیا۔ ۵؎

اسی تقاضائے فطرت کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں: ''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ستر کا احساس انسان کے اندر بالکل فطری ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ چیزیں محض عادت کی پیداوار ہیں ان کا خیال بالکل غلط ہے۔ جس طرح توحید فطرت ہے شرک انسان مصنوعی طور پر اختیار کرتا ہے اسی طرح حیا فطرت ہے اور بے حیائی انسان مصنوعی طور پر اختیار کرتا ہے''۔ ۶؎

(ج) سردی کا لباس:

والانعام خلقهالكم فيهادف'' وَّمنافع ومنها تاكلون۔ (النحل:۵)

اور اس پروردگار نے چوپایوں کو پیدا کیا جبکہ ان سے تمہیں لباس اور دیگر منافع حاصل ہوتے ہیں اور تم ان کے گوشت میں سے کھاتے ہو۔

''دفٔ'' سے مراد جانوروں کی اون اور چمڑے سے بنائے جانے والے لباس ہیں جیسے سویٹر، کمبل، جوتا، ٹوپی وغیرہ۔

(د) گرمی کا لباس:

والله جعل لكم مماخلق ظلا وجعل لكم من الجبال اكنانا وجعل لكم سرابيل تقيكم الحر واسرابيل تقيكم باسكم۔ (النحل:۸۱)

اس نے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں سے تمہارے لئے سایے کا انتظام کیا۔ پہاڑوں میں تمہاری لئے پناہ گاہیں بنائیں۔ اور تمہارے لئے ایسے لباس بنائے جو گرمی سے

بچاتے ہیں اور جنگ میں تمہاری حفاظت کرنے والے لباس بھی بنائے ہیں۔

سرابیل "سربال" کی جمع ہے۔ مفردات میں راغب نے اس کا معنی پیراہن اور قمیص بیان کیا ہے۔ البتہ لباس کا صرف یہی فائدہ نہیں کہ وہ گرمی اور سردی میں انسان کے وقار کا بھی باعث ہے اور جسم انسانی کو بہت سے خطرات سے بچائے رکھتا ہے کیونکہ انسان برہنہ ہوتو شاید اس کے بدن کا کوئی نہ کوئی حصہ ہر روز زخمی ہو جائے یہ احتمال بھی ہے کہ گرمی لگنے اور سورج کی تیز حدت کے خطرات زیادہ سریع اور زیادہ خطرناک ہوتے ہیں دوسرے لفظوں میں شدید گرمی اور سورج کی شدید تپش کے سامنے انسان کی قوت برداشت سردی کے مقابلے میں قوت برداشت کی نسب بہت کم ہوتی ہے کیونکہ سردی میں انسان کی اندرونی حرارت بہت حد تک اس کی حفاظت کرسکتی ہے جبکہ گرمی کے مقابلے میں اس کی قوت مدافعت بہت کم ہوتی ہے۔ ۷

(ہ) جنگی لباس:

وعلمنه صنعة لبوس لكم لتحصنكم من باسكم فهل انتم شكرون. (الانبیاء:۸۰)

اور ہم نے (داؤد علیہ السلام کو) زرہ بنانے کی صنعت سکھادی تھی تاکہ تم کو ایک دوسرے کی مار سے بچائے پھر کیا تم شکر گزار ہو؟

اس لباس کی تیاری کا طریقہ کار سورہ سبا (آیت ۱۰-۱۱) میں بیان کیا گیا ہے۔

(و) نماز کے لئے عمدہ لباس:

یبنی ادم خذوزینتکم عند کل مسجد وکلو واشربوا ولا تسرفوا انه لایحب المسرفین. (الاعراف:۳۱)

اے اولاد آدم! ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔

اس آیت میں لباس کو لفظ زینت سے تعبیر کر کے اس طرف بھی اشارہ فرمادیا گیا ہے کہ نماز میں افضل واولی یہ ہے کہ صرف ستر پوشی پر کفایت نہ کی جائے بلکہ اپنی وسعت کے مطابق لباس زینت اختیار کیا جائے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ نماز کے وقت اپنا سب سے بہتر لباس پہنتے تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جمال کو پسند فرماتے ہیں۔ ۸

(ز) لباس کو پاک صاف رکھا جائے:

وثیابک فطهر (اور اپنے لباس کو پاک رکھیے۔)

آپ کو نبوت کے منصب پر فائز کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی کبریائی کے اعلان کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ آپ کے رب کا جمال اس بات کو گوارا نہیں کر سکتا کہ آپ میلے کچیلے ہوں یا آپ کے کپڑے گندے یا ناپاک ہوں۔ جس طرح آپ کی زندگی کا مقصد مقدس ہے اسی طرح آپ کا لباس بھی اجلا، صاف اور پاک ہونا چاہیے۔9

مولانا مودودی نے اس آیت کے مفہوم کی وسعت کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے ان کا ایک مطلب یہ ہے کہ اپنے لباس کو نجاست سے پاک رکھو، کیونکہ جسم ولباس کی پاکیزگی اور روح کی پاکیزگی دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ ایک پاکیزہ روح گندے جسم اور ناپاک لباس میں نہیں رہ سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس معاشرے میں اسلام کی دعوت لے کر اٹھے تھے وہ صرف عقائد اور اخلاق کی خرابیوں ہی میں مبتلا نہ تھا بلکہ طہارت و نظافت کے بھی ابتدائی تصورات تک سے خالی تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام ان لوگوں کو ہر لحاظ سے پاکیزگی کا سبق سکھانا تھا۔ اس لیے آپ کو ہدایت فرمائی گئی کہ آپ اپنی ظاہری زندگی میں بھی طہارت کا ایک اعلیٰ معیار قائم فرمائیں۔ چنانچہ یہ اسی ہدایت کا ثمرہ ہے کہ حضور ﷺ نے نوع انسانی کو طہارتِ جسم ولباس کی وہ مفصل تعلیم دی ہے جو زمانہ جاہلیت کے اہل عرب تو درکنار آج اس زمانے کی مہذب ترین قوموں کو بھی نصیب نہیں ہے حتیٰ کہ دنیا کی بیشتر زبانوں میں ایسا کوئی لفظ تک نہیں پایا جاتا جو "طہارت" کا ہم معنی ہو۔ بخلاف اس کے اسلام کا حال یہ ہے کہ حدیث اور فقہ کی کتابوں میں اسلامی احکام کا آغاز ہی کتاب الطہارت سے ہوتا ہے جس میں پاکی اور ناپاکی کے فرق اور پاکیزگی کے طریقوں کو انتہائی تفصیلی جزئیات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

دوسرا مفہوم ان الفاظ کا یہ ہے کہ اپنا لباس صاف ستھرا رکھو۔ راہبانہ تصورات نے دنیا میں مذہبیت کا معیار یہ قرار دے رکھا تھا کہ آدمی جتنا زیادہ میلا کچیلا ہو اتنا ہی زیادہ وہ مقدس ہوتا ہے۔ اگر کوئی ذرا اُجلے کپڑے ہی پہن لیتا تو سمجھا جاتا تھا کہ وہ دنیا دار انسان ہے۔ حالانکہ انسانی فطرت میل کچیل سے نفرت کرتی ہے اور شائستگی کی معمولی حس بھی جس شخص کے اندر موجود ہو وہ صاف ستھرے انسان ہی سے مانوس ہوتا ہے۔ اسی بنا پر اللہ کے راستے کی طرف دعوت دینے والے کے لیے یہ بات ضروری قرار دی گئی کہ اُس کی ظاہری حالت بھی ایسی پاکیزہ اور نفیس ہونی چاہیے کہ لوگ اسے عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور اس کی شخصیت میں کوئی ایسی کثافت نہ پائی جائے جو طبائع کو اس سے متنفر کرنے والی ہو۔

تیسرا مفہوم اس ارشاد کا یہ ہے کہ اپنے لباس کو اخلاقی عیوب سے پاک رکھو۔ تمہارا لباس

ستھرا اور پاکیزہ تو ضرور ہو مگر اس میں فخر وغرور، ریاء اور نمائش، ٹھاٹھ باٹھ اور شان وشوکت کا شائبہ تک نہ ہونا چاہیے۔ لباس وہ اوّلین چیز ہی جو آدمی کی شخصیت کا تعارف لوگوں سے کراتی ہے۔ جس قسم کا لباس کوئی شخص پہنتا ہے اس کو دیکھ کر لوگ پہلی نگاہ ہی میں یہ اندازہ کر لیتے ہیں کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ رئیسوں اور نوابوں کے لباس، مذہبی پیشہ وروں کے لباس، متکبر اور برخود غلط لوگوں کے لباس، چھچھورے اور کم ظرف لوگوں کے لباس، بدقوارہ اور آوارہ منش لوگوں کے لباس، سب اپنے پہننے والوں کے مزاج کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اللہ کی طرف بلانے والے کا مزاج ایسے سب لوگوں سے فطرۃً مختلف ہوتا ہے، اس لیے اس کا لباس بھی ان سب سے لازماً مختلف ہونا چاہیے۔ اس کو ایسا لباس پہننا چاہیے جسے دیکھ کر ہر شخص یہ محسوس کرے کہ وہ ایک شریف اور شائستہ انسان ہے جو نفس کی کسی برائی میں مبتلا نہیں ہے۔ [۱۰]

(ک) ضرورت مندوں کو لباس فراہم کرنا:

قرآنی اشارات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ لباس انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے۔ قسم کا کفارہ بیان کرتے ہوئے اَوْ كِسْوَتُهُمْ (المائدہ:۸۹) یعنی دس مسکینوں کو بقدر ستر پوشی کپڑا دے دیا جائے مثلاً ایک پاجامہ یا تہبند یا لمبا کرتہ۔ [۱۱]

کا ذکر بھی ہے۔ اسی طرح دودھ پلانے (البقرہ:۲۲۳) اور سفہا کے مال کے سرپرستوں کے حوالہ سے بھی لباس (النساء:۵) کا ذکر آیا ہے۔

لباس کے آداب۔ احادیث کی روشنی میں

(۱) نیا لباس زیب تن کرتے ہوئے دعاء کی جائے۔ شمائل ترمذی میں یہ دعاء منقول ہے:

اللّٰهُمَّ لَكَ الحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيهِ اَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَاصُنِعَ لَهُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاصُنِعَ لَهُ.

اے اللہ سب تعریفیں تیرے لئے ہیں جیسے کہ تو نے یہ کپڑا مجھے پہنایا اس پر میں تیرا شکر کرتا ہوں۔ اے اللہ تجھ سے اس کپڑے کی بھلائی چاہتا ہوں اس کپڑے کے شر سے تجھ ہی سے پناہ مانگتا ہوں اور جس شرارت والے کام کے لئے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ [۱۲]

سنن ابو داؤد میں یہ دعا بھی نقل کی گئی ہے جس کے پڑھنے سے گناہوں سے معافی کی نوید سنائی گئی ہے:

الحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِىْ كَسَانِىْ هٰذَاالثَّوبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيرِحَوْلٍ مِنِّى وَلا قُوَّةٍ. [۱۳]

(اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری طاقت وقوت کے بغیر مجھے مرحمت فرمایا)

(۲) جب کوئی نیا کپڑا پہنے تو دوسرے مسلمان بھائی ان الفاظ سے دعا کریں: **تُبلِيْ و يُخلِفُ اللّٰهُ تعالى** اسے پرانا کرو اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ دوسرا نصیب کرے۔[14]

(۳) لباس کے معاملہ میں اسراف اور تکبر سے منع کیا گیا ہے۔ فرمان نبوی ہے:

كلوا واشربوا والبسوا وتصدقوا في غير اسراف ولا مخيلة.[15]

کھاؤ پیو اور پہنو اور صدقہ کرو، اسراف اور تکبر کے بغیر۔

تکبر کے بارہ میں آپ نے فرمایا:

لاينظر الله يوم القيمة الى من جر ازاره بطرا

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو اپنے تہبند کو تکبر سے گھسیٹے گا۔[16]

معنى نفى النظر هاهنا نفى الرحمة واللطف

اس حدیث میں نظر نہ فرمانے کا مطلب نظر رحمت ولطف۔[17]

نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کا ذکر فرمایا جو اپنے لباس میں اتراتا ہوا اور بالوں میں کنگھی کئے ہوئے جا رہا تھا کہ اللہ نے اسے زمین میں دھنسا دیا وہ قیامت تک زمین میں تڑپتا رہے گا۔[18]

(۴) لباس پرانا ہی کیوں نہ ہو مگر صاف ستھرا ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو پراگندہ حال میں دیکھا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے فرمایا اسے سر کو صاف کرنے کے لئے کوئی چیز نہیں ملتی؟ پھر ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جس کے کپڑے میلے تھے، فرمایا:

اما كان هذا يجد ما يغسل به ثوبه[19]

اسی طرح ابوالاحوص کے والد میلے کچیلے کپڑوں میں حاضر ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کیا تمہارے پاس مال ہے؟ عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ بھیڑ بکریاں، گھوڑے اور لونڈی غلام عنایت فرمائے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: **فاذا اتاک الله مالا فلير اثر نعمة الله عليک و كرامته.** (جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہے تو اس انعام واکرام کا اثر ظاہر ہونا چاہیے)[20]

(۵) ریشمی لباس مردوں کے لئے ممنوع ہے۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں چاندی کے برتنوں میں پینے اور کھانے سے منع فرمایا ہے نیز ریشم اور دیباج کے کپڑے پہننے اور بچھانے سے بھی۔[21]

مردوں کے لئے ریشم کیوں حرام کیا گیا اس کی حکمت پر بحث کرتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں: **اختلفوا في الحكمة فى تحريم الحرير على الرجل فقيل السرف وقيل الخيلا**

وقیل للتشبه بالنساء وعن بعضهم ان تعلیل التحریم التشبه بالکفار ویدل علیه قولہ ﷺ ھو لھم فی الدنیا ولنا فی الاخرۃ. ۲۲

مردوں پر ریشم کے حرام ہونے میں کیا حکمت ہے؟ اس بارہ میں علماء کی مختلف آراء ہیں۔ ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ ریشم کا لباس پہننے میں اسراف ہے بعض کے نزدیک تکبر ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ عورتوں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ علماء نے یہ بھی کہا کہ تحریم کا سبب تشبہ بالکفار ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد دلالت کرتا ہے کہ ریشم دنیا میں کفار کے لئے ہے اور آخرت میں ہمارے لئے۔

البتہ کسی عذر کی بنا پر اس کے پہننے کا جواز موجود ہے۔

(۶) لباس شہرت نہ ہو۔

ہر وہ لباس جس سے انسان معاشرہ میں نمایاں نظر آئے وہ عمدہ واعلیٰ ہو یا ادنیٰ و گھٹیا، مقصود نمائش و دکھاوا ہو نہ کہ ستر پوشی و زینت "لباس شہرت" ہے۔ ارشاد نبوی ہے: **من لبس ثوب شھرہ البسہ اللہ یوم القیمہ ثوبا مثلہ زاد عن ابی عوانہ ثم قلھب فیہ النار.** ۲۳

جو شہرت کے لئے لباس پہنے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت میں اسے اس طرح کا لباس پہنائے گا ابو عوانہ نے یہ بھی کہا پھر اس میں آگ لگا دی جائے گی۔

ایسا رنگا ہوا لباس جس سے آنکھوں کی ضیافت ہوتی ہو اور جس کے پہننے کا مقصد تفاخر اور خود نمائی ہو منع ہے۔ ۲۴

(۷) لباس پہنتے وقت دائیں طرف سے ابتدا کی جائے اور اتارتے وقت بائیں طرف سے آغاز کیا جائے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ کا ارشاد گرامی ہے: **اذالبستم واذاتوضأتم فابدءوا بمیامنکم.** ۲۵

(۸) سفید، سیاہ، زرد اور سبز رنگ کو علماء نے مستحب و جائز کہا ہے۔ اسی طرح دھاری دار لباس بھی جائز ہے۔ البتہ خالص سرخ رنگ کو بعض علمائے احناف اور حنابلہ نے مردوں کے لئے مکروہ کہا ہے۔ جبکہ شوافع، حنابلہ اور بعض احناف نے جائز کہا ہے۔ ۲۶

لباس نبوی ﷺ

نبی کریم ﷺ کے لباس سے متعلق محدثین اور سیرت نگاروں نے معلومات اکٹھی کی ہیں۔ ۲۷

اس اہتمام کا سبب **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ** ہے۔ اسی طرح یہ

روایت بھی قابل توجہ ہے، عبید بن خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن میں مدینہ منورہ جارہا تھا کہ ایک شخص مجھے کہہ رہا تھا کہ اپنے تہبند کو اونچا کرو، یہ بچاؤ ہے اور باقی رہنے والا ہے جب میں نے اس آواز دینے والے پر توجہ کی تو وہ رسول مقبول ﷺ تھے، تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول یہ تو سوائے ایک سفید و سیاہ دھاریدار چادر کے کچھ بھی نہیں آپ نے ارشاد فرمایا: **اَمَالَکَ فِی اُسْوَۃ**" کیا میرا طرز عمل تیرے لئے نمونہ نہیں؟ جب عبید نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ کی تہبند نصف پنڈلی تک تھی۔ ۲۸

یہی سبب ہے علماء کا اپنی تصانیف میں اس عنوان کے ذکر کا۔ اگرچہ لباس سے متعلقہ چیزیں، فقہ کی زبان میں "سنت عادیہ" ہیں مگر اس کائنات میں آپ کی عادت سے بڑھ کر کسی کی عادت مبارک اور عمدہ ہو سکتی ہے؟

اسی لئے احادیث سے آپ کے لباس کے متعلق چند معلومات مختصراً درج کی جاتی ہیں جو اس مسئلہ میں اصولی حیثیت رکھتی ہیں۔

علامہ احمد الجواد الدومی لباس سے متعلقہ آپ کا عمومی طرز عمل نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کان ﷺ یلبس من لباس قومه، ولا یحب ان یتمیز علی واحد منهم. ۲۹

نبی کریم ﷺ اپنا قومی لباس پہنا کرتے تھے اور لباس کے پہننے میں کسی ایک پر فوقیت پسند نہیں فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ کے حوالہ سے علامہ ابراھیم بن محمد البیجوری لکھتے ہیں:

ولا اتخذ من شئ زوجین لاقمیص ولاردائین ولا ازارین ولا زوجین من النعال. ۳۰

بیک وقت آپ ﷺ کے پاس کسی چیز کے دو جوڑے نہیں ہوتے تھے نہ دو قمیص، نہ دو چادریں، نہ دو لنگیاں اور نہ ہی جوتوں کے دو جوڑے۔

آپ کے لباس مبارک کے حوالہ سے سفید رنگ بھی اہم ہے کیونکہ آپ کو پسند تھا۔ ارشاد مبارک ہے: **البسوا البیاض فانها اطهر واطیب و کفنو فیها موتکم.** ۳۱

سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ ستھرے اور پاک ہیں اور اسی سے اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔

سفید لباس، باطنی طہارت کی طرف اشارہ بھی کرتا ہے کہ آدمی کا دل رذائل سے پاک ہے:

وفی البیاض اشعار الی طهاره الباطن ایضاً ۳۲

نبی کریم ﷺ نے تنگ آستین والا رومی جبہ بھی زیب تن فرمایا۔ ۳۳

آپ کے اس طریقہ مبارک سے علماء نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ لباس پاک ہی ہوتا ہے خواہ اس کو کفار نے بنایا ہو۔ علامہ البیجوری لکھتے ہیں: **وهذا يدل على ان الاصل فى الثياب الطهارة وان كانت من نسج الكفار لانه ﷺ لم يمتنع من لبسها.** ۳۴

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کپڑا فی الحقیقت پاک ہوتا ہے اگر چہ کفار نے ہی کیوں نہ بنایا ہو اس لئے کہ سید الکونین نے اس کے پہننے سے منع نہیں فرمایا۔

اسی طرح ملا علی قاری نے جمع الوسائل میں لکھا

ومن فوائد الحديث الانتفاع بثياب الكفار حتى يتحقق نجاستها لانه ﷺ لبس الجبة الروميه. ۳۵

حدیث شریف کے فوائد سے ہے کہ جب تک نجاست ثابت نہ ہو جائے کفار کے بنے ہوئے کپڑوں کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ابن تیمیہ نے لکھا ہے زمانہ رسالت مآب ﷺ میں یمن، مصر اور شام کے کپڑے بنے ہوئے ہوتے۔ ان علاقوں کے لوگ غیر مسلم تھے مسلمان انہیں دھوئے بغیر استعمال کرتے۔

كانت الثياب تجلب اليهم اى الى المسلمين فى زمن النبى من اليمن ومصر والشام واهلها كفار، وكانوا يلبسون ماينسجه الكفار ولا يغسلونه. ۳۶

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لباس کے بارہ میں آپ کے عمومی طرز عمل کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

عادت شریف درلباس توسع وترک تکلف بود یعنی ہرچہ می یافت می پوشید وتنگ نگیرفت بتعین واقتصار بر صنف معین وطلب نفیس غالی ونہ خسیس رخیص وتکلف نیکرد وہرچہ موجود ومیسر میشد میپوشید واقتصار میکرد برانچہ داعی بود ضرورت...... ۳۷

آپ ﷺ کی لباس شریف میں عادت کریمہ وسعت اور ترک تکلف کی تھی۔ مطلب یہ کہ جو پاتے زیب تن فرما لیتے اور تعین کی تنگی نہ اختیار فرماتے اور کسی خاص قسم کی جستجو نہ فرماتے اور کسی حال میں عمدہ ونفیس کی خواہش نہ فرماتے اور نہ ادنی وحقیر کا تکلف فرماتے جو کچھ میسر ہوتا پہن لیتے اور جو لباس ضرورت کو پورا کر دے اسی پر اکتفا فرماتے۔

لباس کے حوالہ سے آپ ﷺ کے یہ وہ بنیادی امور ہیں جو امت کے لئے اسوہ حسنہ بنے۔

ذیل میں آپ کے ملبوسات کے بارہ میں احادیث مبارکہ کی روشنی میں چند معلومات درج ذیل ہیں۔

(۱) قمیص

ملبوسات میں سیدہ ام سلمہ کے بقول قمیص آپ کو سب سے زیادہ پسند تھی۔[۳۸]

آپ کی قمیص مبارک کی آستین کلائی تک ہوتی۔[۳۹]

قمیص کے پسندیدہ ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے سید امیر شاہ گیلانی لکھتے ہیں: ''بدن پر کرتہ ہلکا محسوس ہوتا ہے اس کے استعمال میں تکبر اور فخر بھی نہیں پایا جاتا اور اس سے بدن اچھا، ستھرا اور خوبصورت نظر آتا ہے''۔[۴۰]

(۲) رداء۔(چادر)، احادیث میں بردہ (دھاری دار چادر)، بر دنجرانی غلیظ الحاشیہ (گہرے حاشیے والے نجرانی چادر) حبرۃ (یمنی چادر) یہ آپ کو سب سے زیادہ پسند تھی۔ اس کا شمار عربوں میں اعلیٰ واشرف کپڑوں میں ہوتا ہی۔ مرط من شعر اسود (سیاہ بالوں والا کمبل۔

(۳) جبہ:

ا۔ جبہ شامیۃ: یہ تنگ آستینوں کا جبہ تھا۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر آپ نے زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ ایک روایت میں جبۃ رومیہ کے الفاظ ہیں۔

۲۔ صوف کا جبہ

(۴) ۔حلۃ حمرآء: سرخ دھاری دار جوڑا۔

(۵) عمامہ:

فتح مکہ کے وقت آپ کے سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا۔[۴۱]

(۶) ازار: تہبند

(۷) شلوار

شلوار آپ نے خریدی لیکن استعمال نہ فرمائی۔[۴۲]

علامہ عینی لکھتے ہیں: أن اول من لبس السراویل ابراھیم علیه السلام.[۴۳]

آپ ﷺ کے لباس مبارک کا یہ مختصر سا تذکرہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ نے کس قدر سادہ زندگی گزاری۔ آپ بھی اگر موجودہ دور کے سجادہ نشینوں کی طرح صرف قیمتی اور اعلیٰ ترین لباس پہنتے تو امت کے غرباء کے لئے کس طرح آپ کی حیات طیبہ نمونہ بنتی۔

قیمتی/عمدہ/دھلا ہوا/لباس پہننے کے چند مواقع:

انسان کی معاشرتی زندگی میں بعض خاص مواقع ایسے آتے ہیں جہاں شریعت نے عمدہ لباس کے التزام کی تلقین فرمائی ہے۔اس سلسلہ میں چند اہل علم کی آراء درج ذیل ہیں۔

امام شافعی فرماتے ہیں:واحب أن یلبس الرجل احسن مایجد فی الاعیاد الجمعة والعیدین ومحافل الناس ویتنظف ویتطیب. ۴۴

امام قرطبی لکھتے ہیں:

واذاکان هذا فقد دلت الآیة علی لباس الرفیع من الثیاب،والتجمل بها فی الجمع والاعیاد وعندلقاء الناس ومزاورة الاخوان قال ابوالعالیة: کان المسلمون اذا تزاوروا تجملوا وفی صحیح مسلم من حدیث عمر بن الخطاب أنه رأی حلة سیراء تباع باب المسجد فقال یارسول اللّٰه لواشتریتها لیوم الجمعة وللوفود اذا قدموا علیک؟فقال رسول اللّٰه انما یلبس هذا من لاخلاق له فی الآخرة فما انکر علیه ذکر التجمل، وانما انکرعلیه کونها سیراء. وقد اشتری تمیم الداری حلة بالف درهم کان یصلی فیها.(۱-۴۴

ابن الجوزی لکھتے ہیں:انه وردفی التزین باجمل الثیاب فی الجمع والاعیاد. ۴۵

امام ابن کثیر نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔۴۶

علامہ آلوسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا طرز عمل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:وأن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما لمابعثه علی کرم اللّٰه تعالٰی وجهه الی الخوارج لبس افضل ثیابه وتطیب باطیب طیبه ورکب احسن مراکبه. ۴۷

علمائے کرام کی ان عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ درج ذیل موقعوں پر عمدہ لباس زیب تن کرنا اسلام میں پسندیدہ عمل ہے۔

۱۔عید ۲۔جمعہ ۳۔نماز

۴۔اپنے بھائی سے نجی ملاقات کے وقت

۵۔سرکاری طور پر وفود سے ملاقات کے موقع پر

۶۔فریق مخالف سے مذاکرات کے موقع پر۔

عموماً علماء نے ان آیات وروایات سے استدلال کیا ہے۔

۱۔ قل من حرم زينت الله التی اخرج لعباده............(الاعراف۳۲)

۲۔ يبنی آدم خذوا زينتكم عند كل مسجد......(الاعراف۳۱)

۳۔ عن عبدالله بن سلام:انه سمع رسول اللهﷺ يقول علی المنبر يوم الجمعة ماعلی احدكم لواشتری ثوبين ليوم الجمعة سوی ثوب مهنة.۴۸؎

خواتین کالباس:

اسلام میں مرداورعورت دونوں تہذیب کے معمار ہیں۔اسلام نے ان کے حقوق کی حفاظت کی ،اجتماعی ذمہ داریوں کااہل سمجھا اسی لئے لباس کے بارہ میں ،عورت کے بارہ میں خاص احکامات دیئے ہیں۔قرآن کریم نے عورت کے لئے دواضافی ملبوسات کاذکرکیاہے۔

۱۔خُمر (سورۃالنور:۳۱)

خمارکی جمع ہے اس کپڑے کوکہتے ہیں جوعورت سر پراستعمال کرےاوراس سے گلااورسینہ بھی چھپ جائے۔زمانہ جاہلیت میں عورتیں دوپٹہ سر پرڈال کراس کے دونوں کنارے پشت پرچھوڑ دیتی تھیں جس سے گریبان اورگلاسینہ اورکان کھلے رہتے تھےاس لئے مسلمان عورتوں کوحکم دیاگیاکہ وہ ایسانہ کریں بلکہ دوپٹے کےدونوں پلےایک دوسرے پرالٹ لیں تاکہ یہ سب اعضاچھپ جائیں۔۴۹؎

اہل ایمان خواتین نے قرآن کایہ حکم سنتے ہی فوراً جس طرح اس کی تعمیل کی اس کی تعریف کرتے ہوئےحضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب سورہ نورنازل ہوئی تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کوسن کرلوگ اپنے گھروں کی طرف پلٹے اورجاکرانہوں نے اپنی بیویوں،بیٹیوں ،بہنوں کو آیات سنائیں۔انصارکی عورتوں سے کوئی ایسی نہ تھی جوآیت ليضربن بخمرهن علی جيوبهن کے الفاظ سن کراپنی جگہ بیٹھی رہ گئی ہو۔ہرایک اٹھی اورکسی نے اپنا کمرپٹہ کھول کراورکسی نے چادراٹھا کرفوراًاس کادوپٹہ بنایااوراوڑھ لیا۔دوسرے روزصبح کی نماز کےوقت جتنی عورتیں مسجدنبوی میں حاضر ہوئیں سب دوپٹےاوڑھے ہوئےتھیں۔۵۰؎

۲۔جِلباب:(سورہ احزاب:۵۹)

جلباب اس خاص لمبی چادرکوکہتے ہیں جودوپٹہ کےاوپراوڑھی جاتی ہے۔۵۱؎

امام ماوردی کے ایک قول کے مطابق :ان تخطی وجههاحتی لاتظهرالاعينها اليسری. یعنی چادرایسی ہوکہ اس سے چہرہ چھپ جائے اوردیکھنے کے لئے صرف بائیں آنکھ ننگی رہے۔۵۲؎

غالباً جلباب کامقصداجنبی مردوں سے چہرے کاچھپاناہے۔امام جصاص نے اسی طرف

اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

فی هذه الآية دلالة علی أن المرأة الشابة مأموره بستر وجهها عن الاجنبین...... ۵۳

مسلم معاشرہ میں جلباب کا رواج رہا۔ علامہ ابوحیان نے اندلس کی خواتین کا طرز عمل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ اس طرح پردہ کرتیں کہ چہرہ چھپ جاتا صرف ایک آنکھ کھلی ہوتی۔ ۵۴

خواتین کے ان دو اضافی ملبوسات کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے بعض خصوصی احکامات ارشاد فرمائے ہیں مثلاً:

۱۔ لباس ایسا ہو کہ اس سے جسم نظر نہ آئے۔ باریک بھی نہ ہو اور چست و تنگ بھی نہیں ہونا چاہیے۔ حدیث نبوی میں یوں وضاحت کی گئی ہے:

صنفان من اهل النارلم ارهماقوم معهم سياط. كاذناب البقر يضربون بها الناس ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات روسهن كاسنمة البخت المائلة لايدخلن الجنة ولايجدن ريحها وان ريحهالتوجد من ميسرة كذا وكذا. ۵۵

دوزخیوں کی دو جماعتیں میں نے نہیں دیکھیں، ایک جماعت ان لوگوں کی ہوگی جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے، ان سے لوگوں کو ظلماً ماریں گے۔ دوسری جماعت ایسی عورتوں کی ہوگی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی (مگر اس کے باوجود) ننگی ہوں گی (مردوں کو) مائل کرنے والی اور خود (ان کی طرف) مائل ہونے والی ہوں گی ان کے سر اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ جو جھکے ہوئے ہوں گے، یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھیں گی اور جنت کی خوشبو بڑی دور سے سونگھی جائے گی۔

پیر محمد کرم شاہ اس حدیث کی روشنی میں حالات حاضرہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اب آپ دیکھئے کہ ہماری فیشن پرست لڑکیاں جو لباس پہنتی ہیں کیا وہ اس کے باوجود ننگی نہیں ہوتیں۔ وہ کس طرح مٹک مٹک کر چلتی ہیں اور سروں پر جو انہوں نے مصنوعی جوڑے (Wig) رکھے ہوتے ہیں، کیا وہ اونٹ کی کوہان کی طرح نظر نہیں آتے۔ وہ اپنا انجام خود دیکھ لیں۔ حضور نے اپنے نور نبوت سے چودہ سو سال پہلے ہی آج کی مغربی تہذیب کی دلدادہ عورت کی کس طرح نشاندھی فرمادی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرم وحیا عطا فرمائے''۔ ۵۶

اس حدیث کے ضمن میں علامہ یوسف القرضاوی نے سیاسی استبداد اور اخلاقی گراوٹ میں

باہمی تعلق پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: مذکورہ حدیث میں ایک عجیب نکتہ یہ ہے کہ سیاسی استبداد اوراخلاقی گراوٹ کے درمیان ایک قسم کا ربط ہے جس کی تصدیق حالات حاضرہ نے کردی ہے۔ استبداد کرنے والے ہمیشہ قوم کو شہوت انگیز کاموں میں مصروف رکھ کر اورلوگوں کو ذاتی دلچسپی کے کاموں میں الجھا کران کی توجہ عام مسائل سے ہٹاتے ہیں۔۵۷

باریک لباس کے نیچے کپڑا لگا لینا چاہیے تاکہ اعضاء(نظر نہ آئیں۔ دحیہ کلبی کو آپ نے ایک مصری کپڑا اعطا فرمایا اورارشادفرمایا کہ اس کے دو حصے کر لینا ایک سے اپنی قمیص بنالینا اوردوسرا اپنی بیوی کو دے دینا اس کا دوپٹہ بنالے گی مگر بیوی سے کہنا کہ اس کے نیچے کپڑا لگالے تاکہ اسکا جسم ظاہر نہ ہو۔۵۸

۲۔ نبی ﷺ نے واضح طور سے بیان فرمایا ہے کہ عورت کے لئے مرد کا لباس پہننا اورمرد کے لئے عورت کا لباس پہننا ممنوع ہے۔۵۹

نیز آپ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں اورمردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔(البخاری)

مشابہت کے مفہوم میں بات چیت، حرکت، چال اورلباس وغیرہ شامل ہیں۔ انسانی زندگی میں شر کے پیدا ہونے اورمعاشرہ کے بگاڑ میں مبتلا ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ انسان اپنی فطرت سے انحراف اورطبعی امور کے خلاف رویہ اختیار کرتا ہے۔ مرد ایک مخصوص مزاج کا حامل ہوتا ہے اورعورت بھی ایک مخصوص مزاج کی حامل ہوتی ہے۔ ہر ایک کی خصوصیات الگ الگ ہیں لیکن جب مرد مخنث بننے کی کوشش کرنے لگتا ہے اورعورت مرد بن جانے کی تو اس کا نتیجہ بگاڑ اوراخلاقی گراوٹ کی شکل میں ظاہر ہونے لگتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ایسے شخص کو ملعون قرار دیا ہے جس نے اپنے کو مؤنث بنالیا اورعورتوں کی مشابہت کرنے لگا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے مرد بنایا تھا اوروہ عورت بھی جسے اللہ نے مؤنث بنایا تھا لیکن وہ مذکر بن کر مردوں کی مشابہت کرنے لگی۔(الطبرانی)

اسی بنا پر نبی اکرم ﷺ نے مردوں کو زرد رنگ کے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نَهَانِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَخَتّمِ بِالذَّهَبِ وَعَنْ لِبَاسِ الْقِسِیِّ وَعَنْ لِبَاسِ الْمُعَصْفَرِ.

رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے اورقسی (ایک قسم کا ریشم) کا لباس پہننے اورزرد رنگ کے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے۔(مسلم)

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رَأی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَیَّ ثَوْبَیْن

مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ: اِنَّ هٰذِهٖ مِن ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا.

رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم پر زرد رنگ کے دو کپڑے دیکھے تو فرمایا: یہ کفار کا لباس ہے اسے نہ پہنو۔[٦٠]

لباس - اہل علم کی آراء

اسلام میں کوئی خاص لباس مقرر نہیں، مگر یہ ضروری ہے کہ جو لباس بھی ہو وہ صاف ستھرا اور ساتر بدن ہو یعنی ایسا لباس کہ جس کے پہننے سے جسم کی بناوٹیں ظاہر نہ ہونے پائیں۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ جسم کے بے ڈھنگے حصے جو ذوق جمال و تناسب کے لیے ناگوار ہیں ان سے نگاہیں محفوظ رہیں اور دوسرا مقصد یہ بھی ہے کہ جنسی اشتعال کا سامان جس سے قرآن مجید نے دور رہنے کی تلقین کی ہے پیدا نہ ہونے پائے۔ چنانچہ حیا اور پردے کے تصورات اسی پر مبنی ہیں اس کے علاوہ اس سے وقار انسانی کا تحفظ بھی مطلوب ہے۔ اسی لیے فقہا نے لکھا ہے کہ لباس پہننے والے کی حیثیت سے فروتر نہ ہو اور نہ ایسا ہو کہ اس سے اظہار فخر و تکبر ہوتا ہو۔ مردوں کے لیے ریشمی اور پر تکلف لباسوں کو دو وجہ سے اچھا نہیں سمجھا گیا کہ انسان اپنے عظیم اخلاقی نصب العین کے پیش نظر سخت کوشی اور دوامی جدو جہد پر مجبور سمجھا گیا ہے۔ اس لیے تکلف، تزئین اور آرائش کی زندگی کو جدو جہد کی سپرٹ کے منافی خیال کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام کی مساواتی روح کے پیش نظر، لباس کا وہ معیار پسندیدہ سمجھا گیا ہے جو ایک عام آدمی کے لیے بھی سہل الحصول ہو۔ البتہ ریشمی اور نرم و نفیس لباس عورتوں کے لیے پسندیدہ سمجھا گیا ہے۔ غرض اسلام نے اگرچہ کسی خاص لباس کی قید نہیں لگائی، لیکن لباس کے لیے بعض خاص آداب و شرائط ضروری عائد کی ہیں۔ یہ شرائط اسلام کی اخلاقیات انفرادیہ و اجتماعیہ کے تابع ہیں جن کا تذکرہ قرآن مجید و سنت میں ہے بعض لباس ایسے ہیں جنہیں فواحش میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ یہ وہ ہیں جو لباس کی اصل روح سراسر ڈھانپنا اور وقار انسانی کے منافی اوضاع پر مبنی ہوتے ہیں۔ لہٰذا عریانی اور نیم برہنگی کے قریب قریب لباس بھی ممنوع ہیں۔ اس کی تائید سورۃ النور کی آیات حجاب سے ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جن کے کپڑوں سے برہنگی ظاہر ہوتی ہو۔[٦١]

ایک مسلمان دنیا بھر کے لباس (موسم و آب و ہوا اور رسم و رواج کے تحت) استعمال کر سکتا ہے بشرطیکہ ان میں آداب و شرائط مذکورہ بالا کا لحاظ رکھا گیا ہو۔

اس سلسلے میں شعار قومی کے طور پر مسلمانوں کو یہ بھی حکم ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ کے اتباع سے بچیں اور اپنی انفرادیت کو دوسری باتوں کے علاوہ لباسوں میں بھی قائم رکھیں۔ یہ دراصل قومی تشخص

کے تحفظ کے لیے نہایت ضروری ہے۔آج کل بعض لوگ مغربی بین الاقوامیت کی آڑ میں مغرب کے بعض لباسوں کی ترویج کے قائل ہیں۔لیکن یہ یاد رہے کہ مسلمانوں کی اپنی ایک خاص بین الاقوامیت بھی ہے اس کا اتباع مغرب کی بین الاقوامیت کے اتباع سے مقدم اور مستحسن ہے۔کسی بھی ایسی تہذیب کا اتباع جو اس اسلامی تشخص کی نفی کرتی ہو،اسلامی تعلیمات کے مطابق پسندیدہ نہیں ہوسکتا۔ اسی لیے فقہا نے **من تشبه بقوم فهو منهم** کے تحت دوسری اقوام کی مشابہت اختیار کرنے کی مخالفت کی ہے اور اسی کے تحت بعض ملکوں میں مسلم اور غیر مسلم لباسوں میں فرق بھی نظر آتا ہے۔[۶۲]

دور حاضر کے بعض نامور علماء کا لباس کے بارہ میں نقطہ نظر پیش کیا جاتا ہے۔اس میں اگرچہ بعض معلومات کا تکرار نظر آئے گا مگر بین السطور چند ایسی تحقیقات بھی سامنے آئیں گی جو دور حاضر میں لباس کے حوالہ سے اہم ہیں۔

(ا) ڈاکٹر محمود احمد غازی:

اگر کوئی برصغیر کے لوگوں کے ہاتھ اسلام قبول کرے تو اس کو زبردستی شلوار قمیص،صدری اور قراقلی پہنائیں گے حالانکہ ان چیزوں کا اسلام میں کوئی حکم نہیں ہے اگر آپ کو اس کے کپڑوں پر حجات کے اعتبار سے اعتراض ہے یا کوئی مرد ریشم پہننے یا عورتیں مردانہ اور مرد زنانہ کپڑے پہنتے ہوں تو اس کو تو بلاشبہ درست کرنا چاہیے لیکن ان کے علاوہ کسی کو کسی خاص علاقے کے رسوم ورواج کا پابند بنانا شریعت کا حکم نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ اصحاب رسول ﷺ نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ کوئی شخص اسلام قبول کرنے آیا ہو اور پہلے اس کا لباس تبدیل کروایا ہو۔لوگ اسلام قبول کرتے تھے تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی سے لباس بدلوایا گیا ہو۔ہاں اگر کسی کے لباس میں کوئی غلطی تھی تو آپ نے اس کی وضاحت فرمادی کہ اس میں یہ غلطی درست کردو باقی لباس ٹھیک ہے۔[۶۳]

(ب) علامہ زاہد الراشدی

میرے خیال میں کالر اور ٹائی کا تعلق مذہب یا اس کی علامات سے نہیں بلکہ موسمی ضروریات سے ہے۔سرد علاقوں کے لوگ گلے کو بند رکھنے کے لئے ٹائی کا استعمال کرتے ہیں اور کالر اس کی ضروریات میں سے ہے۔لباس کے بارے میں قرآن کریم نے (۱) زینت (۲) ستر اور (۳) موسمی ضروریات کو اس کے مقاصد میں شمار کیا ہے اور فقہا کرام نے کفار کی مذہبی علامات وشعائر کے ساتھ مشابہت کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ان حدود کے اندر کوئی سا لباس ہو اسے ممنوع قرار نہیں دیا جانا چاہیے اور اس حوالہ سے کوئی فیصلہ کرتے وقت علاقائی اور موسمی تقاضوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔[۶۴]

(ج) محمد یوسف القرضاوی

شریعت نے عورتوں کے لئے جو لباس جائز کیا ہے اس میں درج ذیل صفات ہونی چاہیں۔

۱۔ وہ لباس جسم کے سارے حصے کو ڈھانکنے والا ہو سوائے اس حصے کے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں۔

۲۔ کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ جسم جھلکنے لگے کیوں کہ ایسا لباس ساتر نہیں ہوتا۔

۳۔ لباس اتنا تنگ نہ ہو کہ جسم کے نشیب و فراز نمایاں ہوں۔

۴۔ ایسا لباس نہ ہو جو صرف مردوں کے لئے مخصوص ہو۔

یہ وہ اوصاف ہیں جو عورتوں کے شرعی لباس میں ہونے چاہیں۔ان میں سے اگر ایک وصف بھی کسی لباس میں مفقود ہو تو وہ لباس شریعت کی نظر میں جائز نہیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ فیشن کے چکر میں آ کر عورتوں نے اللہ کے احکام کو فراموش کر دیا ہے"۔[۶۵]

(د) محمد حنیف ندوی

لباس کے معاملہ میں بھی اسلام اسی اصول کا حامی ہے کہ اس میں جہاں ان پاکیزہ انسانی اقدار کا خیال رکھا جائے جو ساری انسانیت کے لیے مفید اور آیۂ رحمت ہیں وہاں تنوع، رنگا رنگی، اور ان خصوصیات کو بھی گوارا کیا جائے جن کو کسی قوم یا معاشرہ نے اپنا رکھا ہے۔قرآن حکیم اس حقیقت کا کھلے بندوں اظہار کرتا ہے کہ آب وہوا، موسم اور پیشے کی تبدیلیوں سے لباس کی وضع قطع میں تبدیلیوں کا ہونا ناگزیر ہے۔**وجعل لکم سرابیل تقیکم الحروسرابیل تقیکم باسکم.** (النحل:۸۱) اور تمہارے لئے کچھ پہناوے دیے گئے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے بنائے کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں۔

قرآن حکیم ذوق جمال کی رنگا رنگی بھی تسلیم کرتا ہے اور واضح الفاظ میں اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ لباس میں زینت وآرائش کے پہلو قطعی ممنوع نہیں۔

خذوا زینتکم عند کل مسجد. (اعراف:۳۱)

قل من حرم زینة اللّٰه التی اخرج لعباده. (اعراف:۳۲

یہی نہیں قرآن حکیم یہ چاہتا ہے کہ ہر شخص اپنا رہن سہن اس انداز کا رکھے کہ جس سے تحدیث نعمت کا اظہار ہو اور یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص یا معاشرہ کو سہولت وآرائش کی کن کن صورتوں سے نوازا ہے۔

واما بنعمة ربک فحدث. (ضحیٰ:۱۱) اور اپنے رب کی نعمتوں کا چرچا کر

حدیث ان الفاظ میں آئی ہے

ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ. (ترمذی)

تنوع اور اختلاف کی ان صورتوں کو جو آب وہوا اور ذوق وضرورت کے تقاضوں سے ابھرتی ہیں اسلام نظرانداز نہیں کرتا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی چاہتا ہے کہ ان میں پاکیزہ اور بلند تر انسانی اقدار کو بھی ملحوظ ومرعی رکھا جائے جو تہذیب اسلامی میں ہمہ گیر وحدت اور یکسانی پیدا کرسکیں اور ان کو ایک مخصوص ملت اور مخصوص گروہ کے سانچے میں ڈھال سکیں۔٦٦

خلاصہ بحث

۱۔ لباس انعامات الہیہ میں سے ہے (ملاحظہ فرمایئے اعراف:۲۶، النحل:۸۱) اور اظہار تشکر کا ذریعہ ہے۔

۲۔ لباس تقاضائے فطرت ہے چونکہ فطرت سلیم میں بیرونی اثرات کے تحت انحراف ہوتا ہے اس لئے لباس کے سلسلہ میں بنیادی ہدایات دے دی گئیں۔

۳۔ لباس کا مقصد زینت، ستر پوشی، موسمی ضروریات کی تکمیل، بدن کی حفاظت ہے مگر ان مقاصد کے حصول کے لئے افراط وتفریط کا رویہ درست نہیں۔

۴۔ ہر شعبہ حیات کے لئے علیحدہ لباس بھی مقرر کیا جاسکتا ہے جو اس خاص کام کی نوعیت اور مقام ومرتبہ سے ہم آہنگ ہو۔ حدیث میں "ثوب مھنتہ" کے الفاظ سے Uniform کا تصور بھی سامنے آتا ہے۔

۵۔ عید، جمعہ، شادی اور خوشی کے دیگر مواقع پر عمدہ/دھلا ہوا لباس پہننا مستحب ہے۔ کیوں کہ **من انعم اللہ عزوجل علیہ نعمۃ فان اللہ یحب أن یری اثر نعمتہ علی عبدہ.** ٦٧ اس مقصد کے لئے اگر اپنے پاس عمدہ لباس نہ ہو تو عاریتاً بھی لیا جاسکتا ہے۔٦٨

۶۔ مرد اور عورت کے لباس میں فرق رکھا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں عرف وعادت کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کیونکہ ہر علاقہ کے لباس کی ھیئت دوسرے علاقے سے مختلف ہوتی ہے۔٦٩

۷۔ غیر مسلموں کے بنے ہوئے لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں۔

۸۔ قومی لباس کو دوسرے لباسوں پر ترجیح دی جانی چاہیے۔

۹۔ ضرورت مند افراد کو لباس فراہم کرنا معاشرہ میں اہل ثروت کے ذمہ ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) المفردات بذیل مادہ

(۲) محدث دہلوی، شیخ عبدالحق، کشف الالتباس فی استحباب اللباس، مترجم مفتی عطاء اللہ نعیمی، داراحیاء العلوم کراچی، ۲۰۰۳ء ص: ۳۶

(۳) سید مودودی، ابوالاعلی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۲۰۰۲ء جلد ۲، ص: ۱۸-۱۹

(۴) شیرازی، ناصر مکارم، تفسیر نمونہ، مترجم، سید صفدر حسین نجفی، مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، ۱۴۱۷ھ جلد ۴، ص: ۷۷-۸۸

(۵) محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ۱۹۸۹ء جلد ۳، ص: ۵۳۵

(۶) اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، دارالاشاعۃ الاسلامیہ لاہور، ۱۹۷۱، جلد ۲، ص: ۶۱۲

(۷) تفسیر نمونہ جلد: ۶، ص: ۳۸۱-۳۸۲

(۸) معارف القرآن جلد ۳، ص: ۵۴۳

(۹) محمد کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلشرز، لاہور، ۱۴۰۰ھ، جلد ۵ ص: ۴۱۶

(۱۰) تفہیم القرآن، جلد: ۶، ص: ۱۴۳-۱۴۴

(۱۱) معارف القران، جلد: ۳، ص: ۲۲۳

(۱۲) شمائل ترمذی، باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱۳) سنن ابی داؤد، کتاب اللباس

(۱۴) سنن ابی داؤد، کتاب اللباس

(۱۵) صحیح بخاری، کتاب اللباس

(۱۶) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخیلاء

(۱۷) ابن العربی المالکی، عارضۃ الاحوذی، دارالکتب العلمیۃ بیروت جلد ۷، ص: ۲۳۷

(۱۸) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخیلاء

(۱۹) سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی الخلفان فی غسل الثوب

(۲۰) نفس مصدر

(۲۱) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب افتراش الحریر............

(۲۲) العینی محمود بن احمد، عمدۃ القاری، داراحیاء التراث العربی بیروت ۲۰۰۳ھ جلد ۲۲، ص: ۱۶

(۲۳) سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهره

(۲۴) شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، مترجم مولانا عبدالرحیم، قومی کتب خانہ لاہور، ۱۹۹۱ء ص: ۷۵۱

(۲۵) سنن ابی داؤد

(۲۶) موسوعۃ الفقیہ، وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ، الکویت ۱۹۹۳ء، جلد: ۶، ص: ۱۳۱-۱۳۴

(۲۷) کتب احادیث اور شروح حدیث کے علاوہ ملاحظہ فرمائیے

(۱) سبل الھدی والرشاد، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳، جلد ۷، ص: ۲۶۹-۳۱۷

(۲) ضیاء النبی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، جلد ۵، ص: ۵۶۶-۵۸۵

(۳) زادالمعاد، جلد اول' اردو میں اس موضوع پر ایک مستقل کتاب محمد عبدالسلام کی ''لباس نبوی'' کے نام سے دارالعلوم سلطانیہ جہلم سے شائع ہوئی ہے۔

(۲۸) **شمائل ترمذی، باب ماجاء فی صفۃ ازار رسول اللہ ﷺ**

(۲۹) الاتحافات الربانیہ بشرح الشمائل المحمدیہ ص: ۹۳، بحوالہ انوار غوثیہ شرح الشمائل النبویہ از محمد امیر شاہ گیلانی مطبوعہ ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی، ص: ۸۷

(۳۰) نفس مصدر ص: ۸۹

(۳۱) شمائل ترمذی، باب ماجاء فی لباس رسول اللہ ﷺ

(۳۲) کاندھلوی، محمد ادریس، تعلیق الصبیح، داراحیاء التراث العربی بیروت ۲۰۰۴ء جلد ۴، ص: ۵۰۹

(۳۳) شمائل ترمذی، باب ماجاء فی لباس رسول اللہ ﷺ

(۳۴) انوار غوثیہ ص: ۱۰۴

(۳۵) نفس مصدر

(۳۶) مجموع فتاوی ابن تیمیہ جلد ۲۸، ص: ۷۹

(۳۷) محدث دہلوی، شیخ عبدالحق، مدارج النبوت، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۳۹۷ھ جلد اول، ص: ۴۶۸

(۳۸) **شمائل ترمذی، باب ماجاء فی لباس رسول اللہ ﷺ**

(۳۹) نفس مصدر

(۴۰) انوار غوثیہ ص: ۸۸۔ قمیص زمانہ قدیم سے زیر استعمال ہے۔ قرآن کریم میں قصہ سیدنا یوسف علیہ السلام سے یہی عیاں ہے۔

(۴۱) عمامہ صحیح احادیث سے ثابت ہے مگر اس کے فضائل میں نقل ہونے والی روایات کو علامہ البانی نے شدید ضعیف کہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ مقالات الالبانی، تحقیق نورالدین طالب، دار اطلس ریاض ۲۰۰۱ء، ص: ۱۲۸-۱۳۵

(۴۲) ان تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں صحیح بخاری کتاب اللباس اور شمائل ترمذی

(۴۳) عمدۃ القاری، جلد ۲۱، ص: ۴۷۰

(۴۴) الشافعی، محمد بن ادریس، الام، مطبعۃ الشعب، جلد اول ص: ۲۰۶

(۴۴-ا) القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، المکتبۃ التجاریہ بیروت ۱۹۹۵ جلد ۴، ص: ۱۷۶

(۴۵) ابن الجوزی، زاد المسیر، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۲ء تحقیق احمد شمس الدین، جلد ۴، ص: ۱۴۳

(۴۶) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر تفسیر القرآن العظیم، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۸، جلد ۳، ص: ۳۶۵

(۴۷) آلوسی، سید محمود، روح المعانی، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۵ء جلد ۴، ص: ۳۵۱

(۴۸) سنن ابن ماجہ **کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب اللباس للجمعۃ**

(۴۹) تفصیلات کیلئے ملاحظہ فرمایئے السایس، محمد علی تفسیر آیات الاحکام، احیاء التراث العربی بیروت ۲۰۰۱ء جلد ۲، ص: ۲۴۷.

(۵۰) تفہیم القرآن جلد ۳، ص: ۳۸۶

(۵۱) تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر جلد ۶، ص: ۴۲۵

(۵۲) الماوردی، محمد بن حبیب، النکت والعیون، دارالکتب العلمیۃ بیروت، جلد ۴، ص: ۴۲۴

(۵۳) الجصاص، احمد بن علی الرازی، احکام القرآن، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ جلد ۳ ص: ۱۷

(۵۴) ابوحیان، محمد بن یوسف، البحر المحیط دارالکتب بیروت ۲۰۰۱، جلد ۷، ص: ۲۴۰

(۵۵) صحیح مسلم، کتاب اللباس..........

(۵۶) محمد کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، ضیاء القران پبلی کیشنز لاہور ۱۳۹۹ھ، جلد ۴، ص: ۹۵

(۵۷) القرضاوی علامہ یوسف اسلام میں حلال وحرام مترجم شمس پیرزادہ، اسلامک پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۶، ص: ۱۰۸۔

(۵۸) سنن ابن داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس القباطی للنساء

(۵۹) احمد وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ وابن حبان والحاکم

(۶۰) اسلام میں حلال وحرام، ص: ۱۰۸-۱۰۹

(۶۱) مسلم کتاب اللباس، نیز البخاری کتاب اللباس

(۶۲) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد: ۱۵، ص: ۶۷-۶۸

(۶۳) محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات فقہ، الفیصل ناشران لاہور ۲۰۰۵ء ص: ۳۳۰

(۶۴) ماہنامہ الشریعہ، گوجرانوالہ جلد ۱۵ شمارہ ۱۰، اکتوبر ۲۰۰۴ء، ص: ۲۰

(٦٥ القرضاوی، محمد یوسف، فتاویٰ یوسف القرضاوی، ترجمہ سید زاہد اصغر فلاحی، دار النوادر، لاہور ۲۰۰۵ء جلد اول، ص:۲۳۱

(٦٦ حنیف ندوی، محمد، اساسیات اسلام، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۹۲ء ص:۱۲۸-۱۲۹

(٦٧ الھیثمی علی بن ابوبکر، مجمع الزوائد، تحقیق محمد عبد القادر احمد عطا، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۱، جلد ۵، ص:۱٦۵

(٦٨ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک جوڑا تھا جس کو لوگ شادی کے موقعہ پر لے جاتے۔ (صحیح بخاری کتاب الیہ، باب الاستعارہ

(٦٩ فأماهيته اللباس فتختلف عادة كل بلد، فتح الباری جلد ۱۰، ص:۳۳۲